نوحہ

زینبؑ نے کہا بھیا عباسؑ خدا حافظ
ویران ہے اب دنیا عباسؑ خدا حافظ

اِس واسطے اے بھیا دل میرا یہ مضطر ہے
دریا کے کنارے پر کفار کا لشکر ہے
تم ہوں گے وہاں تنہا عباسؑ خدا حافظ

جاتے ہو جو تم رن میں خوں اپنا بہانے کو
شانے یہ کٹانے کو جاں اپنی لُٹانے کو
تم جاؤ لبِ دریا عباسؑ خدا حافظ

ہیں گِرد کھڑے سب ہی سقائے سکینہؑ کے
ٹوٹی سی صداؤں سے اور لرزی زبانوں سے
کہتا ہے ہر اِک پیاسا عباسؑ خدا حافظ

وہ دل پہ ہر اِک صدمہ چپ چاپ ہی سہتے ہیں
روتے ہیں جھکائے سر غمگین ہیں کہتے ہیں
اشکوں سے شہہِ والا عباسؑ خدا حافظ

کب میں نے یہ سوچا تھا دیکھوں گی میں یہ منظر
جائے گا سوئے دریا تُو مشک و علم لے کر
اور لب پہ میرے ہو گا عباسؑ خدا حافظ

یہ ہی تو بڑا غم ہے اِس قلبِ پریشاں میں
سر میرا کُھلا ہو گا ہئے شامِ غریباں میں
میں کیسے کہوں بھیا عباسؑ خدا حافظ

تھے بین سکینہؑ کے کیا مانگوں بھلا پانی
جب تم ہی نہ لوٹو گے تو آئے گا کیا پانی
پھر رو کے کیا نوحہ عباسؑ خدا حافظ

جب شاہؑ سے غازیؑ نے مرنے کی رضا مانگی
حسرت سے کہا شہہؑ نے ہاں جاؤ میرے بھائی
لکھا ہے یہ قسمت کا عباسؑ خدا حافظ

تھا مقتلِ غازیؑ میں شبیرؑ کا یہ گریہ
کربل میں جدا ہو کر اب حشر میں ہی بھیا
دیکھوں گا تیرا چہرا عباسؑ خدا حافظ

کیا حشر بپا ہو گا اظہارؔ ذرا سوچو
جس دم درِ خیمہ سے چادر کے محافظ کو
زینبؑ نے کہا ہو گا عباسؑ خدا حافظ

شاعرِ اہلِ بیتؑ علی اظہارؔ